نظم - اسیرانِ ضد و آبادی

گاہے گاہے مجھے یہ لگتا ہے
ہم میں ضد کا شدید جذبہ ہے

ہر کہی بات کا الٹ کرنا
ٹھیک سننا مگر غلط کرنا

غیر کہتے رہے کہ آبادی
یہ تمہارے لیے ہے بربادی

ہم نے اُن سے کہا غلط ہو تم
حاملِ جذبۂ حسد ہو تم

اب ہماری عجب کہانی ہے
دانے کم ہیں تو کم ہی پانی ہے

اِک انوکھا خیال اُبھرا ہے
دِل میں بن کر سوال اُبھرا ہے

Faqeer Sein

غیر کہتے اگر کہ آزادی
یہ ملی ہے برائے آبادی

جم کے بچے کرو کہا ہوتا
جاؤ ڈُوبو مرو کہا ہوتا

ہم بُرا سنتے اور بھلا کرتے
بہتری کی طرف چلا کرتے

نا یہ رشوت نہ دہشتیں ہوتیں
اور نہ پیہم یہ وحشتیں ہوتیں

کیا پتا غیر جانتے تھے ہمیں
ضد کے پکّے ہیں مانتے تھے ہمیں

ہم کو سیدھے سبق پڑھاتے رہے
ہم سے اُلٹا عمل کراتے رہے

گویا اب جو ہماری حالت ہے
یہ بھی اغیار کی بدولت ہے

Faqeer Sein